بحث و نظر

ڈرامائی انداز کی طلاق

جناب ملک غلام علی صاحب

عرصہ سے خواہش تھی کہ جسٹس ملک غلام علی صاحب کے قلمِ حق رقم سے کچھ رشحات ترجمان القرآن کے صفحے میں بھی آئیں۔ عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ اسی مرتبہ اس خواہش کے اظہار کی تجدید کی اور اسی مرتبہ ملک صاحب کا ذہن کچھ لکھ دینے پر آمادہ تھا۔ سو یہ سطور برکت آگیں قارئین کے لیے حاضر ہیں۔ (ن۔ ص)

اِن دنوں اخبارات میں اس موضوع پر بحث چھڑ گئی ہے کہ ڈرامائی مکالمے میں خاوند اگر بیوی کو طلاق دے دے جب کہ اس کی نیت طلاق دینے کی نہ ہو، تو ایسی طلاق شرعاً واقع ہو جاتی ہے یا نہیں۔ اس ضمن میں بیان کردہ واقعات و مکالمات اور موافق و مخالف فتاویٰ سے قطعِ نظر ہمارے لیے بحیثیت ایک مسلمان جو بات سب سے زیادہ رنجدہ اور ناقابلِ برداشت ہے، وہ یہ کہ طلاق کے واقع نہ ہونے کے حق میں بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ علما جس حدیث کا حوالہ دیتے ہیں کہ ہنسی مذاق میں بھی اگر طلاق بیوی کو دی جائے تو ایسی طلاق واقع ہو جائے گی — یہ روایت حدیث کے مستند مجموعوں میں نہیں ملتی۔ صرف احادیث کے دو غیر مستند مجموعوں طبرانی اور مسند عبدالرزاق میں اس کا ذکر ہے، لیکن ائمہ حدیث نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس طرح کا ایک مضمون روزنامہ امروز لاہور ۱۳ر دسمبر ۱۹۸۶ء میں پروفیسر رفیع اللہ شہاب صاحب کے نام سے چھپا ہے۔ جس میں نیل الاوطار للشوکانی کے حوالے سے یہ بات کہی گئی ہے۔ لیکن شہاب صاحب کا یہ دعویٰ ہر لحاظ سے غلط اور باطل ہے۔

نیل الاوطار، کتاب الطلاق میں یہ بات درج نہیں ہے کہ ایسی کوئی حدیث مستند مجموعہ ہائے احادیث میں نہیں ملتی یا ائمہ حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ برعکس اس کے نیل الاوطار کتاب الطلاق باب فی الکلام الهازل کی اوّلین حدیث یہ ہے :

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم، ثلاث جدّهنّ جدّ وهزلهنّ جدّ : النکاح والطلاق والرجعه (رواه الخمسة الا النسائی)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تین چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں سنجیدہ کلام بھی سنجیدہ شمار ہوگا۔ اور ہنسی مذاق میں کلام بھی سنجیدہ شمار ہوگا : نکاح، طلاق اور طلاق سے رجوع : حدیث کے پانچ مجموعوں میں اسے روایت کیا گیا ہے سوائے نسائی کے)۔

مسالکِ فقہیہ اربعہ کے محدثین و فقہاء کا اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے۔ اس مضمون یا اس سے ملتے جلتے مفہوم پر مشتمل کسی اور روایت کے کسی راوی پر اگر جرح ہو تو اس کا کوئی اثر ہرگز مذکورہ بالا حدیث پر نہیں جو سب کے نزدیک بالاتفاق مستند اور معمول بہ ہے۔ میں طولِ بحث سے بچتے ہوئے یہاں صرف چند حوالے نقل کیے دیتا ہوں۔

المغنی لابن قدامہ فقہ حنبلی کی نہایت مشہور، قابلِ اعتماد اور مفصل کتاب ہے، مکتبۃ الریاض الحدیثہ کی ساتویں جلد میں کتاب الخلع میں عنوان ہے : واذا اتی بصریح الطلاق لزمه نواه او لم ینوه (خاوند جب صراحت کے ساتھ طلاق کا لفظ استعمال کرے تو طلاق لازم آئے گی خواہ اس نے نیت کی یا نہ کی)۔ پھر فرماتے ہیں :

قد ذکرنا ان صریح الطلاق لا یحتاج الی نیتہ بل یقع من غیر قصد ولاخلاف فی ذالك ، ولان ما یعتبرله القول یکتفی فیه به من غیر نیّة اذا کان صریحًا فیه کالبیع وسواء قصد المزح او الجد لقول النبی صلی الله علیه وسلم: ثلاث جدّهن جدّ وهزلهنّ جدّ: النکاح والطلاق والرجعه رواه ابوداؤد، والترمذی وقال ابن المنذر اجمع من احفظ عنه من اهل العلم علی ان الجدّ الطلاق وهزله

سواء روی هذا عن عمر بن الخطاب و ابن مسعود۔

(ہم بیان کر چکے ہیں کہ صریح لفظ کے ساتھ طلاق نیت کی محتاج نہیں، بلکہ قصد و ارادہ کے بغیر بھی واقع ہو جاتی ہے، اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ طلاق دینے والے کا قول ہی معتبر ہے اور نیت کے بغیر بھی اس معاملے میں کافی ہے جب کہ لفظ صریح ہو، خواہ اس نے ہنسی مذاق کا قصد کیا ہو یا اپنی بات میں سنجیدہ ہو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: تین باتیں ایسی ہیں جن میں سنجیدہ کلام بھی سنجیدہ ہے اور مذاقیہ کلام بھی سنجیدہ شمار ہوگا: نکاح، طلاق اور طلاق سے رجوع۔ امام ابوداؤد اور ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور ابن المنذر نے فرمایا ہے کہ سب علمائے محدثین جن سے میں نے اخذ کیا ہے ان کا اس پر اجماع ہے کہ طلاق میں سنجیدہ اور مذاقیہ کلام یکساں ہیں، حضرت عمرؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے ایسا ہی مروی ہے)

سنن ابی داؤد کتاب الطلاق میں یہ حدیث باب فی الطلاق علی الہزل کے تحت مروی ہے۔ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد جلد ثانی میں اس حدیث کی تشریح میں فاضل مصنف فرماتے ہیں:

الهزل ان يراد بالشيء غير ما وضع له بغير مناسبة بينهما۔

(ہزل کا مطلب یہ ہے کہ ایک کلام سے وہ معنی مراد لیے جائیں جس کے لیے وہ وضع نہیں کیا گیا بغیر اس کے کہ دونوں میں کوئی مناسبت ہو)

سنن ابی داؤد کی دوسری شرح معالم السنن جو امام خطابی کی بلند پایہ تصنیف ہے، انہوں نے اس حدیث کی تشریح میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ضروری حصہ میں عون المعبود ہی سے نقل کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں:

اتفق عامة اهل العلم على ان صريح لفظ الطلاق اذا جرى على لسان الانسان البالغ العاقل فانه مواخذ به ولا ينفعه ان يقول كنت لاعباً او هازلاً ولم انو طلاقاً وما اشبه ذلك من الامور واحتج بعض العلماء في ذلك بقول الله سبحانه وتعالى ولا تتخذوا آيات الله هزواً وقال لو اطلق للناس ذلك لتعطلت الاحكام ولم يؤمن مطلق او ناكح ومعتق ان يقول كنت في قولي هازلاً فيكون في ذلك ابطال حكم الله تعالى وذلك

غیر جائز فکل من تکلم بشیٔ، مما جاء ذکرہ فی ھٰذا الحدیث لزمہ حکمہ۔

(اہلِ علم عمومی طور پر متفق ہیں کہ یہ ایک عاقل و بالغ انسان کی زبان سے اگر طلاق کا صریح لفظ ادا ہو جائے تو وہ اس کی گرفت میں ہوگا۔ اور اُسے اس عذر کا کوئی فائدہ نہیں مل سکتا کہ وہ کہے کہ میں نے تو یہ لفظ کھیل یا ہنسی مذاق کے طور پر کہا تھا اور ان سے میری نیت طلاق کی نہ تھی اور اسی سے ملتے جلتے دوسرے عذرات بھی بے فائدہ ہیں۔ بعض علماء نے اس معاملے میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے بھی استدلال کیا ہے: وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰیٰتِ اللّٰہِ ھُزُوًا (اور اللہ کی آیات کو مذاق نہ بناؤ)۔ اگر لوگوں کو اس میں کھلا چھوڑ دیا جائے تو احکام معطل ہو کر رہ جائیں گے۔ اور کسی طلاق دینے والے، نکاح کرنے والے یا غلام کو آزاد کرنے والے کے بارے میں یہ اطمینان باقی نہ رہے گا کہ وہ ان افعال کو انجام دینے کے بعد یہ کہہ دے کہ میں تو اپنی بات از راہ مذاق کہہ رہا تھا۔ اس طرح احکامِ الٰہی کا ابطال ہونے لگے گا اور یہ صورت ہرگز جائز نہیں۔ پس اس حدیث میں جن اُمور کا ذکر ہے، ان کے انجام دینے کا جو شخص بھی کلام کرے گا، اس کے واقع و صادر ہونے کا حکم اس پر لازم آئے گا)۔

یہ حدیث سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق میں بھی اسی طرح مروی ہے۔ مؤطا امام مالک کی جو شرح شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے المسوّٰی کے نام سے لکھی ہے، اس میں باب طلاق الہازل میں امام مالکؒ نے حضرت سعیدؒ بن مسیب کا قول نقل کیا ہے کہ ثلاث لیس فیھن لعب، النکاح، والطلاق والعتق، تین اُمور ایسے ہیں جن میں کھیل کا عذر نہیں ہو سکتا: نکاح، طلاق اور غلام کو آزاد کرنا۔ پھر شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

قلت اتفق اھل العلم علی ان الطلاق الھازل یقع و اذا جری صریح لفظ الطلاق علی لسان العاقل لاینفعہ ان یقول کنت فی قولی لاعباً لانہ لوقبل ذلک منہ لتعطلت الاحکام۔

(میں کہتا ہوں کہ اہلِ علم کا اس پر اتفاق ہے کہ از راہِ مذاق بات کرنے والے کی

طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے، جب کہ ایک صاحبِ عقل کی زبان سے طلاق کا لفظ صریح طور پر ادا ہو جائے۔ پھر اس کے حق میں یہ عذر سُود مند نہیں ہو سکتا کہ میں تو کھیل کے طور پہ یہ لفظ کہہ رہا تھا۔ اگر یہ بات قابلِ قبول ہو تو احکام معطّل ہو جائیں گے۔

موطا امام مالک کی شرح جو مالکی فقیہہ علامہ زرقانی نے لکھی ہے، اس میں کتاب النکاح کے اس مقام کی تشریح کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں: یقع طلاق اللاعب اجماعاً (لہو و لعب میں طلاق دینے والے کی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے، اس پر اجماع ہے)۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں: لان الهازل قاصد للقول یرید له مع علمه بمعناه و موجبه (وجہ یہ ہے کہ ہنسی مذاق میں بات کرنے والا بھی اپنے قول کا ارادہ رکھتا ہے، اس کے معنیٰ اور نتائج و عواقب کو جانتا ہوتا ہے) پھر فرماتے ہیں کہ اس کی بُنیاد وہ حدیث مرفوع ہے جو ابو داؤد، ابن ماجہ اور ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ (شرح موطا امام مالک جلد رابع ص ۶۴)

اس مسئلے پر مزید بحث کی جا سکتی ہے اور تائیدی حوالے بھی فقہاء و محدثین کے اقوال سے پیش کیے جا سکتے ہیں۔ تاہم ایک حق پرست اور انصاف پسند مسلمان کے لیے اتنی بحث کا مطالعہ بھی اس امر کا فیصلہ کرنے کے لیے کافی ہے کہ پروفیسر شہاب صاحب کا یہ دعویٰ کہاں تک صحیح اور مبنی بر حقیقت ہے کہ ایسی کوئی روایت حدیث کے کسی مستند مجموعے میں موجود نہیں جو اس مضمون پر دلالت کرتی ہو کہ خاوند ہنسی مذاق میں بھی بیوی کو طلاق دے دے تو طلاق واقع ہو جائے گی — جو مرد یا عورت اللہ اور اس کے رسول کے کسی حکم یا ہدایت سے اعراض یا انکار کی روش اختیار کرنے پر آمادہ ہو، انہیں چاہیے کہ وہ کُھلم کُھلا اس کا اقرار و اعلان کریں، جعل سازی، افترا پردازی تو نہ کریں۔